حرفِ اعتدال

دنیا جب سے قائم ہے انسانوں کی نسل در نسل آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر پندرہ میں سال میں لوگوں کی فکر و سوچ، خیالات و نظریات، بود و باش اور عادات و ترجیحات کی ہیئت بدل رہی ہے۔ اسی پس منظر میں ماہرین نے مختلف نسلوں کی تقسیم و تعیین کی ہے، اور مختلف پیڑھیوں (Generations) میں انسانی آبادی کو بانٹا ہے۔

- بیسویں صدی کے آغاز سے دیکھا جائے تو 1901ء سے 1927ء تک پیدا ہونے والی انسانی آبادی کو عظیم ترین نسل (Greatest Generation) کا نام دیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس نسل کے زیادہ تر لوگوں نے عالمی مندی کا دکھ جھیلا۔
- 1928ء سے 1945ء کے درمیان آنکھیں کھولنے والی نسل کو خاموش نسل (Silent Generation) سے ملقب کیا گیا، اس لیے کہ عالمی مندی اور دوسری عالمی جنگ کے نتائج کی وجہ سے یہ نسل زیادہ تر خاموشی سے جاں توڑ محنت کرنے پر مجبور ہوئی۔
- 1946ء سے 1964ء تک معرضِ وجود میں آنے والی نسل کو عالمی جنگ ثانی کے بعد زیادہ شرحِ پیدائش کے دور میں پیدا ہونے والی نسل (Baby Boomers Generation) کہا گیا۔
- اس کے بعد کا دور جنریشن ایکس (Generation (X) کہلایا، جس کا دورانیہ 1965ء سے 1980ء کے درمیان کا ہے۔
- اس کے بعد پیدا ہونے والی نسل کو جنریشن وائی (Generation (Y) سے موسوم کیا گیا، جس کا تعلق 1981ء سے 1996ء کے بیچ دنیا میں آنے والے گروہ سے ہے۔
- بیسویں صدی کی آخری نسل کو ڈیجیٹل نسل (Gen Z, Generation Z) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ نسل ہے جس کی پیدائش 1997ء سے 2012ء کے درمیان ہوئی۔

اگرچہ یہ ساری نسلیں اپنی جگہ گوناگوں خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ مرکز توجہ جنریشن زیڈ رہی، جسے دی جنریشن بھی کہا جاتا ہے۔ اسے انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ سہولتیں میسر آئیں۔ یہ وہ نسل ہے جس نے ڈیجیٹل دور میں آنکھ کھولی۔ انٹرنیٹ، اسمارٹ فونز اور سوشل میڈیا کے درمیان ہوش سنبھالا، اور لیپ ٹاپ، آئی فون اور فائیو جی نیٹ کے سایے میں پلی بڑھی۔ مذکورہ نسلوں یہ سب سے بڑا گروہ ہے جس کا تناسب 35 سے 40 فی صد بتایا جاتا ہے۔ بعض ممالک کے حالیہ انقلابوں کے بعد یہ اپنی خوبیوں اور خامیوں کی وجہ سے پوری دنیا میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔

جنریشن زی کی کئی خصوصیات ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی اس کی پہچان اور اس کی زندگی کا ناگزیر حصہ ہے، جس کی وجہ سے یہ نہ صرف بہت باخبر اور ذی شعور ہے، بلکہ عصری موضوعات و مسائل کو سمجھنے میں ماہر اور جدید معلومات تک رسائی میں تیز ہے۔ یہ گروہ روایتی تعلیم کی بجائے عملی تعلیم پر یقین رکھتا ہے، اور کیریئر کے نت نئے میدانوں سے دل چسپی رکھتا ہے۔ تخلیقی سوچ نے جلد سیکھنے، مختلف انداز میں سوچنے اور حالات کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی صلاحیت پیدا کر دی ہے۔ یہ تنوع پسند، اپنے دماغ کے دریچوں کو کھلا رکھنے کا عادی، اور آنکھ بند کر کے ہر کسی کی ماننے کی بجائے ہر بات کو سمجھنے کا مزاج رکھتا ہے۔ اس کے پاس آزادی، خود مختاری اور خود انحصاری کی بڑی اہمیت ہے، اور اپنے بل پر دنیا میں ترقی اور معاشی مضبوطی حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔ یہ کسی قدر نڈر اور بے باک بھی ہے۔ دوسروں کی بچھائی ہوئی پٹری پر چلنے کی بجائے اپنی راہ خود بنانے اور دریافت کرنے کا عزم رکھتا ہے۔

ان ساری خصوصیات کے باوجود مذہبی و روحانی اعتبار سے اس کی زندگی میں روشنی سے زیادہ اندھیرا ہے۔ یہ دینی فکری، اخلاقی، سماجی اور جسمانی لحاظ سے سب سے زیادہ کم زور واقع ہوا ہے۔ اسے نہ مقصد زندگی کا شعور ہے نہ سمت سفر کا احساس۔ روایتی اقدار سے ہٹ کر جینے کے مزاج نے کسی قدر باغی کر دیا ہے۔ جدید تعلیم اور سوشیل میڈیائی اثرات کی راہ سے در آئی روشن خیالی نے اسے خود بیزار، خدا بیزار اور مردم بیزار بنا دیا ہے۔ اس کی تربیت گھر کے بڑوں بزرگوں نے نہیں، بلکہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے کی ہے، جس کے سبب مذہب و اخلاق پر اس کا یقین متزلزل ہے۔ مغربی تہذیب،

اس کے دین گریز رجانات اور اس کی مادہ پرستانہ ذہنیت سے بہت متاثر ہے۔ آسان اور شارٹ کٹ راہیں ڈھونڈنے کے رجحان نے حلال و حرام کی تمیز اٹھالی ہے۔ تہذیب و اخلاق اور اقدار و شائستگی کا اس میں فقدان ہے۔ یہ اپنے فیصلوں میں مذہبی و سماجی قدروں اور بڑوں کے عمل دخل کو پسند نہیں کرتا۔ روک ٹوک اور تنقید اس کے لیے نا قابل برداشت ہے۔ زندگی کی حقیقتوں اور ناکامیوں کا سامنا کرنے کا حوصلہ اس میں کم ہے، جس کی وجہ سے دماغی تناؤ اور ذہن دباؤ، بلکہ خودکشی تک کے واقعات آئے دن کا معمول ہیں۔ شارت ویڈیوز کی لت نے اس کی قوت ارتکاز کو بری طرح متاثر کر دیا ہے، جس کی وجہ سے جفاکشی، منصوبہ بندی، طویل اور مسلسل جدوجہد اور صبر و تحمل کے ساتھ استقامت و مداومت اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ڈیجیٹل ٹکنالوجی پر منحصر ہونے کی وجہ سے یہ نہ جسمانی مشقت برداشت کر سکتا ہے اور نہ موسم کی شدتیں، اور حالات کی سختیاں۔ لذت کام و دہن سے خصوصی لگاؤ نے ہوٹل کلچر اور ڈھابہ تہذیب کو فروغ دیا ہے۔ سماجی و معاشرتی تعلقات اور خاندانی وابستگیاں اس حد تک کمزور ہیں کہ وسیع تر آن لائن نیٹ ورک رکھنے والی نسل اپنے رشتے داروں کے نام تک سے ناآشنا ہے۔ اس میں مادہ پرستی اور جنسی بے راہ روی کا غلبہ، احساسِ ذمے داری اور فرض شناسی کا فقدان، اور ذمے داریوں سے راہ فرار اختیار کرنے کا رجحان عام ہے۔ سب کچھ کم سے کم محنت سے اور جلد سے جلد حاصل کرنا چاہتی ہے، اور ہر کام کا نتیجہ اور فیڈ بیاک فوری دیکھنے کے لیے بے قرار ہوتی ہے۔ وقت اس کی زندگی کی سب سے سستی جنس ہے، جس کا ضیاع اب اس کی شناخت بن چکا ہے۔ جسمانی حرکت و مشقت کی کمی کی وجہ سے کم عمری سے صحت کے بے شمار مسائل درپیش ہیں، اور غیر ذمے دارانہ طرز حیات خانگی زندگی میں زہر گھول رہا ہے۔

مغربی دنیا اس جنریشن کے مزاج و نفسیات پر نظر رکھتے ہوئے اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ لیکن مسلم دنیا میں اس شعور کا فقدان ہے۔ ضروری ہے کہ ہم سنجیدگی کے ساتھ اس نسل کی طرف توجہ دیں اور اس کی کمیوں اور کمزوریوں کو دور کرتے ہوے اس کے دین و ایمان کے تحفظ اور دینی تعلیم و تربیت کی فکر کریں، تاکہ اس میں مقصد زندگی کا صحیح شعور پیدا ہو، اور اس کی صلاحتیں دین و ملت اور وطن و انسانیت کے کام آئیں۔ اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے

اس میں مقصدیت کی روح پھونکنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ سوشل میڈیا نے مذہب وعقائد کے متعلق جو زہر بھرا ہے اس کے تریاق کی کوشش انتہائی دانش مندی اور دوراندیشی کے ساتھ کرنی ہوگی۔ اس کے لیے اس کے ساتھ بیٹھنا ہوگا، اس کے سوالات کا تشفی بخش جواب دینا ہوگا، اور موثر انداز میں دین کی اہمیت وضرورت سے آگاہ کرنا ہوگا۔ یہ نسل ملک وملت کے لیے ریڑھ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اسی وقت ان مول سرمایہ ثابت ہو سکتی ہے جب اس میں عقابی روح بیدار کی جائے، اس کی قوت وصلاحیت کو مثبت اور تعمیری رخ دیا جائے، اور میدان کار سے آشنا کر کے دین وملت کی سربلندی کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ اس میں پیدا کیا جائے۔ اگر ہم نے اس نسل کو سنوارنے اور اس کی صلاحیتوں کو نکھار کر کارآمد بنانے کی طرف وقت رہتے توجہ نہیں دی تو ڈر ہے کہ یہ غلط ہاتھوں کے ہتھے چڑھ کر خود بھی برباد اور گھر وخاندان کے ساتھ ملک وملت کے لیے دردِ سر نہ بن جائے۔ ہمیں اس نسل کی اہمیت اور قدر وقیمت کو سمجھنا ہوگا۔ یہ نسل دین وملت کا عظیم سرمایہ ہے۔ اسلامی خطوط پر اس کی تعمیر ہی دینی وقومی ترقی کا ضامن ہے۔

محمد رفیع کلوری عمری

ماہ نامہ راہِ اعتدال، عمرآباد

اکتوبر ۲۰۲۵ء